علمِ نحو کے حوالے سے چند فنی وضاحتیں

وضاحت نمبر 1:۔

مکمل مرکب اضافی یا توصیفی کو فاعل، نائب الفاعل اور مفعول بہ بنانا فاسد ہے کیونکہ یہ اسماء ہیں اور اسماء از قبیلِ اقسامِ کلمہ ہیں اور مرکب کا کلمہ ہونا بداہۃً باطل ہے۔

درست یہ ہے کہ جاءنی غلام زید میں غلام مضاف فاعل زید مضاف الیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ۔

اسی طرح نظرتُ الی الدار میں نظرت فعل فاعل الی جار الدار مجرور بواسطہ حرف جر ظرف لغو فعل نظرت فعل فاعل ظرف لغو مل کر جملہ فعلیہ۔

وضاحت نمبر 2:۔

اعراب اور وجہ اعراب بیان کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر پوچھا جائے جاءزیدٌ میں زید کا اعراب بیان کریں تو جواب ہو گا مرفوع اور وجہ اعراب پوچھی جائے تو کہا جائے گا جاء فعل کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

اور اگر یوں پوچھا جائے یہ ترکیب کلام میں کیا بن رہا ہے تو کہا جائے جاء فعل کا فاعل۔

مگر طلباء عموماً درست جواب نہیں دیتے وجہ اعراب پوچھی جائے کہ زید مرفوع کیوں ہے؟ تو کہتے ہیں فاعل ہے۔ سوال گندم جواب چنا والی بات ہوئی۔

اسی طرح کہا جائے غلامُ زیدٍ میں زید مجرور کیوں ہے؟ تو کہتے ہیں مضاف الیہ ہے حالانکہ سوال وجہ جر کا ہے نہ کہ ترکیب کلام کے بارے میں ہے۔

اسی طرح زیدٌ قائمٌ میں زید کیوں مرفوع ہے تو کہتے ہیں مبتدا ہے یہ درست نہیں کیونکہ مبتدا من حیث المبتدا مرفوع نہیں بلکہ عامل کی وجہ سے ہے۔

اسی طرح رایتُ زیداً میں پوچھا جائے کہ زیداً منصوب کیوں ہے تو کہہ دیتے ہیں مفعول ہے جبکہ درست یہ ہے کہ رایتُ فعل کا

مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

جامی میں ہے رفع نصب جر یہ رافع، ناصب اور جار کے اثر ہیں اور اثر بغیر مؤثر کے نہیں پایا جاتا کہ تخلف الاثر عن المؤثر جائز نہیں تو بغیر رافع کے رفع، بغیر ناصب کے نصب اور بغیر جار کے جر نہیں ہو سکتا۔

مضاف الیہ بھی حرف جر مقدر کی وجہ سے مجرور ہوتا ہے ھدایۃ النحو میں ہے المقصد الثالث فی الاسماء المجرورۃ ھی المضاف الیہ فقط و ھو کل اسم نسب الیہ شیٌٔ بواسطۃِ حرفِ الجر لفظاً او تقدیراً۔

اسی طرح جاءرجلٌ عالمٌ میں پوچھا جائے عالمٌ مرفوع کیوں ہے تو جواب دیا جاتا ہے صفت ہے یہ کافی نہیں بلکہ جاءَنِی رجلٌ عالمٌ میں عالمٌ رجلٌ فاعل کا تابع بصفت ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

عموماً تمییز اور حال کے عامل کا پتہ نہیں ہوتا ان کا عامل ما قبل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے۔ طاب زیدٌ نفساً میں نفساً طاب فعل کی تمییز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور جاءنی زیدٌ راکباً میں راکباً جاء فعل کی وجہ سے منصوب ہے۔

وضاحت نمبر 03:۔

اعتراض: اسم کی دو قسمیں ہیں معرب اور مبنی جبکہ مبنی الاصل فعل ماضی امر حاضر اور تمام حروف ہیں تو مقسم اسم ہے اور اس کی ایک قسم مبنی ہے تو فعل اور حرف اس مبنی میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں؟

جواب: اصل میں اسم کی ایک قسم مبنی ہے وہ مطلق مبنی نہیں بلکہ خاص مبنی ہے کیونکہ مطلق مبنی وہ کلمہ ہے جس کی حرکت و سکون بغیر عامل کے ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مبنی الاصل۔ (۲) مبنی الاسم۔

پھر مبنی الاسم کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مبنی الاصل کے مشابہ اور یہ 8 قسم کے اسماء ہیں۔ (۲) وہ اسم جو عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔

لہذا جب کہا جاتا ہے اسم کی دو قسمیں ہیں معرب اور مبنی تو یہاں مبنی سے مراد مبنی الاسم ہوتا ہے مطلق مبنی نہیں۔

اسی وجہ سے صاحب ھدایۃ النحو نے الباب الثانی کو شروع کیا تو فرمایا "الباب الثانی فی الاسم المبنی ....الخ"۔

وضاحت نمبر 4:۔

عموماً مراح الارواح میں فعل پر حرف جر داخل ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کَضَرَبَ تو اس عبارت میں ضرب کیا ہے؟ فعل ہے یا اسم عموماً اس کو فعل کہتے ہیں حالانکہ یہ اسم ہے اور یہ اس ضرب فعل ماضی معروف کا علم ہے اس کے اسم ہونے پر دلیل اس پر حرف جر کا دخول ہے۔

یا پھر کاف حرف جر نہیں بلکہ اسم ہے اور بمعنیٰ مثل کے ہے جیسے ھدایۃ النحو میں ہے قَدْ یَکُوْنُ عَنْ وَ عَلٰی اِسْمَیْنِ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھِمَا مَنْ کَمَا تَقُوْلُ جَلَسْتُ مَنْ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ نَزَلْتُ مَنْ عَلٰی الْفَرَسِ وَ الْکَافُ لِلتَّشْبِیْہِ نَحْوُ زَیْدٌ کَعمرٍو وَ زائدۃً کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَ قَدْ یَکُوْنُ اِسْماً کقولِ الشاعرِ یضحکن عن کالبرد المنھم

یا پھر ضرب فعل ہی ہو اور اعراب اس کا حکایتی ہو اس لیے حرف جر نے عمل نہ کیا کیونکہ اب حرکت حکایتی میں اشتغال کی وجہ سے اعراب کا لانا متعذر ہے۔

اعراب حکایتی کے حوالے سے رضی میں ہے وکان علیہ ان یعد فی قسم المتعذر اعرابہ مطلقاً المحکیَّ فی نحو من زیدٌ؟ من زیداً؟ من زیدٍ؟ لکونہ معرباً متعذر الاعراب وجوباً لاشتغال محلہ بحرکۃ الحکایۃ (ص ۸۶ جلد اول).

وضاحت نمبر 5:۔

عموماً طلباء کے ذہن میں ہوتا ہے کہ جملہ کی دو قسمیں ہیں خبریہ اور انشائیہ پھر خبریہ کی دو قسمیں ہیں۔ اسمیہ اور فعلیہ

اگر کہا جائے جملہ فعلیہ انشائیہ تو چونک پڑتے ہیں کہ فعلیہ انشائیہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟ حالانکہ اسمیہ و فعلیہ بھی مطلق جملہ کی اقسام ہیں تو جس طرح خبریہ

اسمیہ و فعلیہ ہو سکتا ہے یوں ہی انشائیہ بھی اسمیہ و فعلیہ ہو سکتا ہے۔

وضاحت نمبر 6:۔

ترکیب کرتے ہوئے جملہ کی دو ہی صورتیں بنتی ہیں اسمیہ یا فعلیہ مگر طلباء اپنی جودت طبع کی بناء پر کئی ایک نیو پراڈکٹ مارکیٹ میں

لا رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً جملہ شرطیہ، جملہ معطوفہ، جملہ قسمیہ حالانکہ یہ اسمیہ وفعلیہ سے ہٹ کر جملے نہیں ہیں مختصر المعانی میں علامہ تفتازانی نے وضاحت کی ہے کہ اگر جزاء خبریہ ہے تو جملہ خبریہ ہوگا اور انشاء ہے تو جملہ انشائیہ۔

وضاحت نمبر 7:۔

رَاَیْتُ مسلمات اور مررتُ بِعُمَرَ میں مسلمات یہ لفظاً منصوب اور عُمَر لفظاً مجرور ہے عموماً یہاں یہ کہہ دیا جاتا ہے مسلمات لفظاً مجرور اور محلاً یا تقدیراً منصوب ہے اور عُمَر لفظاً منصوب اور محلاً یا تقدیراً مجرور ہے یہ فنی اعتبار سے غلط ہے۔

اس لیے کہ اعراب محلی تو خاص ہے مبنی کے ساتھ اور مسلمات اور عُمَر معرب کلمات ہیں اور تقدیراً اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ اعراب تقدیری فقط خاص ہے فِیْمَا تَعَذَّرَ كَعَصَاًاَوِ اسْتُثْقِلَ كَقَاضٍ رَفْعًا وَ جَرًّا وَ مُسْلِمِیَّ رَفْعاً کے ساتھ اور مسلمات اور عُمَر ان دونوں میں نہیں ہیں۔

اعتراض: مسلمات میں جر لفظاً ہے اور عُمَرَ میں نصب لفظاً ہے تو مسلمات لفظاً منصوب اور عُمَر لفظاً مجرور کیسے ہو سکتے ہیں؟

جواب: اصل میں منشا غلط دو امر ہیں۔(۱) اعراب لفظی و تقدیری کا درست مفہوم (۲) رفع نصب جر نیز ضمہ فتحہ کسرہ کی تعریفات کا نہ جاننا۔

عموماً تسہیلاً للطلباء اعراب لفظی و تقدیری کی تعریف یہ کر دی جاتی ہے کہ جو نظر آئے وہ لفظی اور جو نظر نہ آئے وہ تقدیری حالانکہ علماء نحو نے جو تعریف کیں ہیں وہ یہ ہے:۔

اعراب لفظی وہ ہے جس کا تلفظ کیا جائے اور تقدیری وہ ہے جس کا تلفظ نہ ہو۔

اب اس کے مطابق مسلمات میں دو زیر کا اور بِعُمَرَ میں زبر کا تلفظ ہو رہا ہے تو یہ اعراب لفظی ہے عصا میں آخر کا اعراب متلفظ نہیں تو یہ تقدیری ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ مسلمات میں دو زیر نصب اور عُمَرَ زبر جر کیسے ہیں اس کے لیے ہم رفع، نصب، جر نیز ضمہ فتحہ کسرہ کی تعریفات کو جانتے ہیں۔

رفع: وہ حرکت یا حرف جو معرب کے آخر میں عامل رافع کا اثر ہو۔

ضمہ: ایک یا دو پیش کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو۔

ان میں نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماعی: جاءزیدٌ۔مادہ افتراقی: جاءابوزید۔دوسرامادہ افتراقی: امابعد۔

علامت نصب: وہ حرف یا حرکت جو معرب کے آخر میں عامل ناصب کا اثر ہو۔

فتحہ: ایک زبر یا دو زبر کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو۔

ان میں بھی نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماعی: رایتُ زیداً۔مادہ افتراقی: رایتُ ابازیدٍ۔مادہ افتراقی: مررت باحمدَ۔

علامتِ جر: وہ حرکت یا حرف جو معرب کے آخر میں عامل جار کا اثر ہو۔

کسرہ: ایک زیر یا دو زیر کو کہتے ہیں خواہ عامل کا اثر ہو یا نہ ہو۔

ان میں بھی نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماعی: نظرت الیٰ زیدٍ۔مادہ افتراقی: نظرت الیٰ ابی زیدٍ۔مادہ افتراقی: رایتُ مسلماتٍ۔

اب آپ دیکھیں رَاَیْتُ مسلماتٍ میں مسلماتٍ پر دو زیر یہ کسرہ تو ہیں مگر جر نہیں تو یہ لفظاً مجرور نہ ہوا۔اور مررت بعمر میں فتحہ تو ہے مگر نصب نہیں۔

تواب یہ سوال کہ مسلمات میں یہ دو زیر اور عمَرَمیں زبر جر یا نصب نہیں تو پھر یہ کیا ہے؟تو ہم کہیں گے مسلمات میں دو زیر اصل میں نصب ہیں کیونکہ اس پر نصب کی تعریف صادق آتی ہے کہ ہر وہ حرکت یا حرف جو عاملِ ناصب کا اثر ہو تو رایت عامل ناصب ہے تو یہ نصب ہیں اگر ہم اس کو نصب نہ مانیں اور مسلمات کو منصوب نہ کہیں تو تخلف المؤثر عن الاثر لازم آئے گا کہ رفع نصب جر یہ عامل رافع، ناصب اور جار کے اثر ہیں تو عامل مؤثر تو پایا جائے اثر نہ ہو یہ نہیں ہو سکتا لہذا یہ مسلمات لفظی طور پر منصوب ہے۔

اسی طرح مرَرْتُ بِعُمَرَ میں عمر لفظاً مجرور ہے کہ جر کی تعریف یہ ہے کہ وہ حرکت یا حرف جو عامل جار کا اثر ہو باء حرف جر عامل جار مؤثِّر موجود ہے تو اس کا اثر یعنی جر پایا جائے گا اور لفظی اس وجہ سے کہ تلفظ اس کا ہوتا ہے فللہ الحمدُ۔

اسی وجہ سے رضی نے غیر منصرف کی بحث میں کافیہ کی عبارت حکمہ ان لا کسر کے تحت کہا ولم یقل ان لا جر لانہ یدخلہ الجر عند

الجمہور اذ ھو معرب عند ھم والجر انواعٌ وجرہ (غیر منصرف) فتح فالفتح الذی فی باحمد عند ھم عمل الجار و ھو یعمل الجر لا محالۃ (الرضی ص 92 جلد اول).

ایک اور مقام پر کہا جر تین ہیں:۔(۱) کسر (۲) فتح (۳) یاء

اور نصب چار ہیں:۔(۱) فتح (۲) کسر (۳) الف (۴) یاء (الرضی ص 63-67 جلد اول).

ان کی امثلہ پیش خدمت ہیں۔ جر کی تین اقسام ہیں: مررت بمسلمین (یاء)، مررت بزید (کسر)، مررت بعمر (فتح).

نصب کی امثلہ (فتح) رایتُ زیداً، (کسر) رایت مسلمات، (الف) رایت ابازید، (یاء) رایت مسلمین۔

وضاحت نمبر 8:۔

یضرب فعل مضارع مرفوع ہے تو اس کی وجہ رفع عامل معنوی ہے کہ عامل معنوی دو ہیں (۱) مبتدا کا عامل (۲) فعل مضارع کا عامل خبر کے عامل میں اختلاف ہے راجح قول یہ ہے کہ اس کا عامل بھی معنوی ہوتا ہے۔

وضاحت نمبر 9:۔

اسم مقصور وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو اس کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے جیسے جاء عیسیٰ۔

جبکہ غیر منصرف کا اعراب معرب بالحرکتین ہوتا ہے غیر منصرف میں علمائے نحو نے تانیث کے دو الف الف مقصورہ اور ممدودہ کو دو سببوں کے قائم مقام قرار دیا۔ کافیہ کی عبارت ہے وما یقوم مقامھما الجمع والفا تانیث۔

تو اس کے مطابق حبلیٰ صغریٰ کا اعراب بھی معرب بالحرکتیں ہونا چاہیے یعنی حالت رفعی ضمہ لفظی سے اور نصبی جری فتحہ لفظی سے آنی چاہیے جبکہ حبلیٰ کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہے لفظی ہو ہی نہیں سکتا کہ لفظی اعراب متعذر ہے اور یہ اسم مقصور میں شامل ہے کافیہ کی عبارت ہے والتقدیر فیما تعذر او استثقل اور آگے چل کر کہا واللفظی فیما عداہ تو اعراب تقدیری کی دو ہی صورتیں ہیں تعذر اعراب یہ اسم مقصور میں ہے اور استثقال اور یہ اسم منقوص رفعاً و جراً اور جمع مذکر سالم مضاف الی الیاء المتکلم رفعاً میں ہے اور حبلیٰ یقینی طور پر اسم مقصور میں داخل ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ آئمہ نحو نے اس کو غیر منصرف میں ذکر کیوں کیا؟ جب یہ اقسام معرب کی اعراب کے اعتبار سے ہیں۔ اور

حبلیٰ کا اعراب تقدیری ہے تو غیر منصرف میں نہیں ہونا چاہیے۔ پھر دو سببوں کے قائم مقام ہونے کا کیا ثمرہ ہے؟ آخر اس کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے؟

جواب: اسم مقصور کا تعلق ان مذکر اسماء سے ہے جن میں الف واو یا یاء سے بدل کر آیا ہو جبکہ حبلیٰ کی مثل میں الف تانیث کا ہے نیز اسم

مقصور کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوتا ہے یعنی حالت رفعی ضمہ تقدیری، حالت نصبی فتحہ تقدیری اور حالت جری کسرہ تقدیری سے ہو گی۔

جبکہ حبلیٰ چونکہ غیر منصرف ہے اس لیے حالت رفعی ضمہ تقدیری اور حالت نصبی و جری فتحہ تقدیری سے ہو گی۔ اور یہ غیر منصرف کے اعراب سے مستثنیٰ ہو گا کہ سوائے حبلیٰ کے باقی غیر منصرف کا اعراب معرب بالحرکتین لفظی سے اور حبلیٰ کی مثل کا معرب بالحرکتین تقدیری سے اب اسم مقصور اور حبلیٰ میں فرق یہ ہو گا کہ حبلیٰ معرب بحرکتین تقدیری اور اسم مقصور معرب بالحرکات الثلٰثۃ التقدیر یہ ہو گا۔

اب رہی کافیہ کی یہ عبارت واللفظی فیما عداہ اور فیما عداہ میں غیر منصرف داخل ہے تو اب اس کا جواب یہ ہو گا کہ فیما عداہ میں وہ غیر منصرف داخل ہو گا جو حبلیٰ کے علاوہ ہے۔ اور حبلیٰ کی مثل فیما تعذر میں داخل ہے اور فیما تعذر میں کوئی کلمۂ حصر نہیں کہ عصا کے علاوہ کوئی اور داخل نہ ہو سکے۔

رہا یہ اعتراض کہ صاحب کافیہ نیز دوسری کتب نحو مثل جامی ھدایۃ النحو وغیرہ نے اس کو فیما تعذر میں بیان کیوں نہ کیا؟ تو اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ اسم مقصور پر قیاس کر کے اس کو جانا جا سکتا ہے جس طرح الرضی نے فیما تعذر اور استثقل کی دو صورتیں اور بیان کی ہیں جن کو مصنف نے چھوڑ دیا تو یہ متن کے اختصار کے پیش نظر تھا۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والحمد للہ الذی الھمنی ھذا الجواب بعد مراجعۃ الفحول العلام اعنی ابن داؤد ملا عبد الواحد حنفی ادام اللہ ظلہ علی و جزا اللہ عنی جزاءً حسناً فی الدارین۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

وضاحت نمبر 10:۔

ایک انتہائی سخیف غلطی بڑے درجوں کے طلباء بھی کرتے دکھائی دیتے ہیں وہ یہ کہ جن صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے وہاں ضمیر

مستتر نکالتے ہیں جیسے یضربان، یضربون، یضربن، لاتاکلوا، اضربوا ان صیغوں میں ضمیر بارز واو جمع، الف تثنیہ وغیرہ موجود ہیں مگر طلباء ھما، ھم، انتم ضمیر مستتر نکال رہے ہوتے ہیں حالانکہ استتار فقط پانچ مقامات پر ہے۔

I. غائب ضرب یضرب، لایضرب، لیضرب۔

II. غائبہ ضربت، تضرب، لاتضرب، لتضرب۔

III. مخاطب سوائے ماضی کے تضرب، اضرب، لاتضرب۔

IV. مضارع متکلم اضرب، نضرب۔

V. صفت کے تمام صیغے۔

وضاحت نمبر 11:۔

قولہ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ اس ضمیر مجرور کا مرجع مصنف متکلم ہو گا مگر اس کا ذکر پیچھے لفظاً معناً حکماً کسی طرح موجود نہیں اس کا

جواب

ملا عبدالواحد یہ دیتے ہیں عبد التحقیق جواز ارجاع ضمیر کے لیے تعیین مرجع کافی ہے خواہ وہ تعیین مرجع صراحۃً مذکور ہونے سے ہو یا ضمناً یا کسی اور سبب سے جب شارح کلام کی شرح کا ارادہ کرتا ہے تو شارح کا تعین ہو گیا تو قولہ کہنا درست ہے۔

اس کا دوسرا جواب فقیر کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ یہاں ضمناً مرجع موجود ہے اِعۡدِلُوۡا ھُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (القرآن) کی طرح کیونکہ "قول" عرض ہے اور عرض کا قیام جوہر کے بغیر نہیں ہو سکتا جب قول ہے تو اس کا قائل بھی ہو گا تو یہ ضمیر مجرور اس قائل کی طرح راجع ہے جو قول کے ضمن میں موجود ہے۔

وضاحت نمبر 12:۔

ذاک یہ واحد مذکر اور ذانک واحد مؤنث کے لیے اسم اشارہ ہے ان کے ساتھ ضمائر خطاب ملحق ہوتی ہیں۔ اور پوری گردان یوں بنتی ہے ذاک ذاکما ذاکم ذاک ذاکما ذاکنَّ۔

تو عموماً یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ ذا یہ واحد مذکر کا اشارہ ہے تو اس کے ساتھ ذاکِ ذاکنَّ اور ذاکما کیسے آ سکتے ہیں؟ تو اس کا سادہ سا

جواب ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں (۱) مشارالیہ (۲) مخاطب تو اسم اشارہ جو واحد مذکر ہے وہ مشارالیہ کے اعتبار سے ہے اور ضمیر کا تبدیل ہونا مخاطب کے اعتبار سے ہے۔

وضاحت نمبر 13:۔

اسم منسوب یہ اسم مفعول کے حکم میں ہوتا ہے اور اپنے نائب الفاعل کو رفع دیتا ہے جیسے جاءرجل باکستانی۔

وضاحت نمبر 14:۔

مصدر اور اسم مصدر کی تعریف اور فرق:۔

اسم مصدر: وہ اسم جو کسی کام یا حرکت کا نام ہو مگر اس کے معنی میں زمانہ نہیں پایا جاتا اور بغیر کسی عوض کے لفظاً یا تقدیراً اپنے فعل ماضی کے تمام حروف پر مشتمل نہیں ہوتا عموماً اس کے ترجمہ میں "نا" نہیں آتا جیسے الوضوء کا ترجمہ وضو۔

مصدر: اسم للحدث الجاری علی الفعل۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مصدر حدوثی معنی پر بذات خود دال ہوتا ہے جبکہ اسم مصدر واسطہ سے دلالت کرتا ہے دوسرا فرق ترجمہ

میں "نا" آنے نہ آنے کا ہے تیسرا فرق لفظی ہے وہ یہ کہ اسم مصدر اپنے ماضی کے تمام حروف پر مشتمل نہیں ہوتا جبکہ مصدر ہوتا ہے۔

وضاحت نمبر 15:۔

جنس اور اسم جنس میں فرق یہ ہے کہ جنس کا اطلاق قلیل و کثیر پر ہوتا ہے جیسے الماء کہ اس کا اطلاق قطرہ اور سمندر دونوں پر ہوتا ہے اور اسم جنس کا اطلاق کثیر پر نہیں ہوتا بلکہ علی سبیل البدل فرد واحد پر ہوتا ہے جیسے رجلٌ تو ہر جنس اسم جنس ہے من غیر عکس۔

وضاحت نمبر 16:۔

جمع اور اسم جمع میں فرق یہ ہے کہ اسم جمع وہ اسم ہے جو جمع کے معنی پر دال ہو مگر کسی صرفی قاعدہ کے تحت جمع کے کسی وزن پر نہ ہو جیسے قوم۔

اور جمع وہ ہے جو صرفی قاعدہ کے تحت کسی جمع کے وزن پر ہو جیسے مسلمات۔

ابو محمد عبدالواحد

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

۱۲ جون ۲۰۱۸ء بعد نماز ظہر